زادِ راہ، مثبت سوچ

محمد یعقوب توحیدی

شیخ سلسلہ

سلسلہ عالیہ توحیدیہ

مرکز تعمیر ملت

وحید کالونی نزد کوٹ شاہاں (پیر و شہید بس سٹاپ) جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

فرمان الٰہی

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُوا عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّهَ إِنَّ اللّهَ شَدِيدُ الْعِقَاب.

(سورة المائده آیت -2)

ترجمه: نیز نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو، گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُوْلَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ (سورۃ المجادلہ: آیت 19)

ترجمه: ان پر شیطان کا تسلط ہو گیا پس اس نے ان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا، یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان کا گروہ خسارہ پانے والا ہے۔

فہرست

مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
زادِ راہ ، مثبت سوچ سالانہ خطبہ 2014ء	شیخ سلسلہ محمد یعقوب توحیدی	1
دل کی بات	سید رحمت اللہ شاہ	24
امت مسلمہ پر مصائب و مشکلات	مولانا فضل الرحیم	27
اصلاح کا طریقہ کار	قبلہ محمد صدیق ڈارؒ	29
سماع اور اس کے آداب	خالد محمود توحیدی	36
قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے خطوط	خالد محمود توحیدی ملتان محمد نذیر توحیدی	40

سالانہ خطبہ 2014ء

زندگانی ہے صدف اور قطرۂ نیساں ہے خودی
وہ صدف کیا جو قطرے کو گُہر کر نہ سکے
اقبالؒ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

برادرانِ سلسلہ عالیہ توحیدیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ کا شکر ہم کس زبان سے ادا کریں کہ جس نے اپنی عنایات بے پایاں سے ایک بار پھر اکٹھے ہونے کی توفیق عطاء فرمائی تاکہ تکالیف برداشت کر کے دور دراز سے آئے ہوئے اپنے بھائیوں سے مل سکیں، ایک دوسرے کے تجربات، جذبات، اور علم سے مستفید ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بابرکت لمحات سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

برادرانِ حلقہ! آپ سب جانتے ہیں کہ غم اور خوشی کا چولی دامن کا ساتھ ہے، ہم بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے چنانچہ اس سال جس ناقابل برداشت صدمے سے ہمیں دوچار ہونا پڑا وہ ہم سے ہمارے پیر ومرشد جناب محمد صدیق ڈار صاحبؒ کی جدائی کا تھا۔ شاید ہم سب نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہر انسان کو اس دارفانی سے جانا ہے، یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ قبلہ بابا جان یوں اچانک ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ 7 جولائی 2013 کا دن حلقہ توحیدیہ کے بھائیوں پر بہت بھاری تھا۔ جب آپؒ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ قبلہ باباجانؒ کے کم وبیش 20 دن بیماری میں گزرے۔ اس دوران مرکز پر رہنے کے علاوہ کچھ عرصہ آپ راولپنڈی اپنے چھوٹے صاحبزادے بریگیڈیئر محترم حامد محمود ڈار صاحب کے گھر رہے اور علاج CMH راولپنڈی میں ہوتا رہا لیکن وہاں بھی بابا جان کا یہی اصرار رہتا کہ مجھے

مرکز لے چلیں، میں مرکز سے زیادہ عرصہ دور نہیں رہ سکتا۔ جب آخری دفعہ راولپنڈی گئے تو ڈاکٹروں نے اطمینان کا اظہار کیا کہ آپ کی صحت تیزی سے بحال ہو رہی ہے جس پر آپ خوشی خوشی مرکز واپس آ گئے۔ راولپنڈی سے واپس آنے کے اگلے روز رات کو اچانک آپ کی طبیعت خراب ہو گئی، آپؒ کو CMH گوجرانوالہ لے جایا گیا لیکن وقت ختم تھا، اللہ تعالیٰ آپؒ کو مزید دنیاوی جسمانی تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے۔ وہیں پر آپؒ اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ اپنے سوگواران میں آپؒ ایک بیوہ، دو بیٹے، دو بیٹیاں، دو بھائی، ایک بہن، اور حلقے کے تمام بھائیوں کو چھوڑ گئے۔ جنازے میں مریدین کے علاوہ دور و نزدیک سے دیگر احباب بھی شریک ہوئے۔ جنازہ میں نے خود بھائیوں کے مشورہ سے پڑھایا اور مرکز تعمیرِ ملت کے بیرونی دروازے کے پاس نمازِ عصر کے بعد سپردِ خاک کر دیا گیا۔

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں 1959ء میں بانی سلسلہؒ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ بیعت ہونے کے بعد سے ہی آپؒ نے حلقہ کے بھائیوں سے پیار کرنا شروع کر دیا، دینی و روحانی استعداد بڑھاتے رہے اور بہت جلد آپ نے بانی سلسلہؒ کی نظروں میں اپنا مقام بنا لیا۔ آپ پاکستان ائیرفورس میں جس Base پر گئے، بھائیوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا، اور حلقہ میں جان پڑ گئی۔ PAF کے تقریباً ہر سٹیشن پر آپؒ کے چاہنے والوں کی تعداد موجود رہی۔ اپریل 1990ء میں قبلہ عبدالستار خان صاحبؒ کے وصال کے بعد حلقہ توحیدیہ میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا۔ سب بھائیوں میں بے چینی اور اضطراب فطری تھا۔ بھائیوں نے حالات کو جوں کا توں چھوڑنے کو مناسب نہ جانا اور تمام پریشان بھائیوں نے باہمی رابطہ کیا، آخر کار تمام بھائی، چھ مجازین سمیت متفقہ طور پر اپریل 1991ء کو گوجرانوالہ میں اکٹھے ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

سب کے سامنے دستوری بحران سے نکلنے کا ایک ہی راستہ تھا، جس کی رو سے مشورہ کرنے کے بعد قبلہ انصاریؒ کے حکم اور طریقہ کار کے مطابق مجازین نے ہی نئے شیخ کا انتخاب کرنا تھا۔ جو وہیں پر ہو گیا اور سب مجازین نے متفقہ طور پر قبلہ محمد صدیق ڈار گونیا شیخ سلسلہ مقرر کر دیا۔ آپؒ نے بلند حوصلے، بے لوث ولولے، اور انتھک محنت سے حلقہ کی خدمت کا آغاز کیا۔ انتخاب کے روز سے وصال تک تقریباً 22 سال کا عرصہ آپؒ نے چیلنج کے طور پر لیا۔

شروع میں چند پریشان اور کافی حد تک مایوس بھائیوں کے علاوہ حلقہ میں کچھ نہیں تھا کوئی مرکز نہیں تھا لیکن آپؒ کے پراعتماد آغاز سے بھائیوں میں نیا جوش وجذبہ پیدا ہوا۔ آپؒ نے کراچی سے لے کر پشاور تک دورے کر کے بھائیوں کو از سرِ نو عمل کی راہ پر گامزن کیا اور نئے بھائیوں کے آنے کی راہ ہموار ہوئی یہ سارا کام آپؒ اپنے آبائی گاؤں نوکھر میں قیام کے دوران کرتے رہے۔ **الحمد للہ** آپ کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور حلقہ منظم ہو گیا۔ لیکن ابھی کام باقی تھا۔ آپؒ نے کوشش جاری رکھی اور حلقے کے لیے ایک مرکز یعنی **مرکز تعمیر ملت** مہیا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اب حلقہ تو متحد اور منظم ہو گیا تھا لیکن آپ کو ایک نئے امتحان سے دوچار ہونا پڑا۔ آپؒ کو اپنا ہر سہولت سے آراستہ گھر اور پیار کرنے والی اولاد سب کو چھوڑ کر **مرکز تعمیر ملت** میں ہجرت کرنا پڑی، آپؒ اپنی اہلیہ کو لے کر مرکز پر تشریف لے آئے۔ ماں جی بتاتی ہیں کہ ''ہم کئی دن چٹائی پر سوتے رہے۔'' فقیری کا یہ عمل بھی آپؒ ہی کی قسمت میں لکھا تھا۔ اس وقت یہاں مرکز میں تقریباً ہر سہولت کا فقدان تھا، صرف بجلی تھی مگر اس کے وولٹیج اتنے کم تھے کہ پنکھا بھی مشکل سے چلتا تھا اور اکثر تو بجلی غائب ہی رہتی تھی لیکن آپؒ کبھی کسی کے سامنے حرف شکایت زبان پر نہیں لائے۔

؎ طریق اہل دنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی

پھر آپؒ نے مرکز کو آراستہ کرنا شروع کیا اور آخر کار مرکز کو خود کفیل بنا دیا۔ اس دوران وہ حلقہ کے اصل کام سے ایک لمحے کے لیے غافل نہیں ہوئے۔ سالانہ اجتماعات میں آپؒ نے جو خطبات دیئے وہ حلقہ والوں اور عام مسلمانوں کے استفادہ کیلئے بہت قیمتی علمی خزانہ ہیں۔آپؒ نے اپنے خطبات پر مشتمل ایک کتاب '**مقصود حیات**' چھپوا کر ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دی۔اس کے علاوہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطوط جو بھائیوں کے نام لکھے گئے تھے منگوائے اور انصاری صاحبؒ کے محافل میں فرمائے گئے فرمودات جو معلومات کا خزانہ ہیں ان سب کو جمع کر کے ایک کتاب ترتیب دی،اس کتاب میں قبلہ انصاری صاحبؒ اور رسالدار محمد حنیف خان صاحبؒ کے حالات زندگی مختصر طور پر درج کر کے کتاب کو ایک قیمتی دستاویز بنا دیا اور یوں یہ کتاب '**فرمودات فقیر**' کے عنوان سے منظر عام پر آئی۔غرض ہم حلقہ کی ترقی کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالیں گے آپؒ کی درخشاں کامیابیاں ابھر کر سامنے آئیں گی اور آپؒ کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی۔

برادران سلسلہ! قبلہ ڈار صاحبؒ کی شان میں جو کچھ بھی کہا یا لکھا جائے کم ہے، مگر کیا ان کی بے شمار خدمات کا صلہ یہی ہے کہ ہم صرف ان کو یاد کر کے بیٹھ رہیں؟ ہرگز نہیں۔ زندہ قومیں اپنے پیشوا کی بے مثال کامیابیوں کے تسلسل اور پروگراموں کو مکمل کر کے یا کم از کم مکمل کرنے کی جدوجہد کر کے خراج عقیدت پیش کرتی ہیں۔یہ اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ انکے نقش قدم پر چراغ راہ جلا کر اس پروگرام کو مکمل کرنے کے لیے متحد اور متحرک ہو جائیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حلقہ توحیدیہ کا مشن مسلمانوں کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ

اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔جسے بانیٔ سلسلہؒ اور پھر جناب ڈار صاحبؒ پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم رکھتے تھے۔

اب میں گذشتہ سال پیش آنے والے اور حادثات کا ذکر کروں گا۔اسی سال ہمارے بزرگ بھائی جناب عاشق حسنین مرتضٰی شاہ حلقہ لسوڑی ملتان جو عبداللہ شاہ اور رحمت اللہ شاہ کے والد ماجد ہیں، نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔مرحوم عرصہ دراز سے صاحب فراش تھے۔بچوں نے خوب خدمت کر کے دعائیں لیں،آپ نہایت ہی حلیم الطبع انسان تھے۔پیار، برداشت اور ہمدردی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔آپ ایک اعلیٰ روحانی منزل کے حامل بزرگ تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین!

ان کے علاوہ گکھڑ سے ڈاکٹر عرفان صاحب کے والد،شیخ برادران محمد اسلم و محمد اکرم کے والد صاحب، لاہور سے بھائی امین اختر لون صاحب کے جواں سال نواسے، لاہور ہی کے بھائی نیاز صاحب کی زوجہ محترمہ، ملتان سے ذوالقرنین کھیڑا کی ہمشیرہ ، راشد خان صاحب کے والد ،عبدالوحید صاحب کے والد،محمد انور کھیڑا کی والدہ ، اور سینئر بھائی محمد رمضان المعروف کمانڈر اور بھائی عبدالغفار صاحب رحلت فرما گئے۔

چوک اعظم سے پروفیسر محمد شبیر شاہد کے ماموں زاد بھائی محمد شفیع اور کزن محمد عمر، گوجرانوالہ سے بھائی محمد مالک صاحب کے والد،محمد بشیر کی ہمشیرہ، بھائی ریاض صاحب کی زوجہ محترمہ اور راولپنڈی سے بھائی پیر خان توحیدی کی ہمشیرہ متعلقین کو داغ مفارقت دے گئے۔آئیں ہم سب مل کر مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

پیارے بھائیو! یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہم سب اپنے اللہ کی یاد خالصتاً قرآن وسنت کے مطابق کرنے کے لیے حلقہ توحیدیہ میں بیعت ہوتے ہیں تا کہ ہمیں

تصوف مصطفویﷺ حاصل ہواوراس کی برکت سے اپنے مالک حقیقی کا قرب، لقاءاور دیدار اگر قسمت میں ہوتو میسر آئے۔ اپنے اس مقصد کوحاصل کرنے کے لیے بانی سلسلہ جناب عبدالحکیم انصاری صاحبؒ نے تمام ضروری باتیں اورہدایات عام فہم الفاظ میں تحریر فرما دی ہیں، ان کے بعد آپ کے حقیقی جانشیں جناب قبلہ ڈار صاحبؒ نے قرآن اور حدیث کے حوالہ جات سے سلسلہ کی تعلیم کومزین کردیا ۔اب میں اپنے آپ کو نہ تو علمی اعتبار سے اس قابل سمجھتا ہوں کہ اس ذخیرے میں اضافہ کا سوچوں اور نہ قوت گویائی یا قوت تحریر ایسی پاتا ہوں کہ کچھ بیان کروں ،لہٰذا میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں اپنے بزرگوں کی تعلیمات وہدایات کوہی یاددہانی کےطورپر پیش کروں ۔قرآن حکیم کا بھی یہی اسلوب ہے کہ ضروری ہدایات کوباربار دہرایا گیا ہے ۔لہٰذا میں اسی سے ابتداءکرتا ہوں ۔وماتوفیقی الاباللہ

میں پہلے طریقت تو حیدیہ سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ بھائیوں سے درخواست ہے کہ اس اقتباس کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں اوراپنی اصلاح کے لیے کمربستہ ہوجائیں۔ یادرکھیں ہم سب یہاں کچھ سیکھنے کے لیے آئے ہیں ۔مرتے دم تک ہم کوسیکھنا ہے ۔قبلہ عبدالحکیم انصاریؒ طریقت توحیدیہ میں رقمطراز ہیں ۔"سلوک کی تعلیم پرعمل کرنے سے پہلے تین باتوں کی سخت ضرورت ہے ۔اول: طلب،دوم: خلوص،سوم: بیعت۔

طلب: طلب یہ ہے کہ انسان کو چلتے پھرتے ، اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا راستہ معلوم کرنے کی اس قدر خواہش ہو کہ نہ کھانا کھایا جائے، نہ پانی پیا جائے ،نہ نیند آئے، نہ کسی کام میں دل لگے ۔ہروقت یہی جی چاہتا رہے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کا جمال روح پرور نظر آئے اس کی قربت محسوس ہو۔اس کی مغفرت میسر آئے پھراس طلب کوپورا کرنے کیلئے طالب دَردَر مارا مارا پھرے ۔جہاں کسی بزرگ کا پتہ چلے وہیں پہنچے ۔کچھ دن ان کی خدمت

میں رہے، صحبت میں بیٹھے، اس کی زندگی اور اس کے اخلاق کا بغور مطالعہ کرے، اس کی باتیں سنے، یہ سب کرنے کے بعد جب کسی بزرگ سے عقیدت ہو جائے تو بیعت ہو جائے۔

خلوص : یہ ہے کہ دنیاوی اغراض کے لیے ہرگز بیعت نہ ہو۔ صرف اللہ تعالیٰ کا راستہ معلوم کرنے کی غرض سے بیعت ہو، اگر بیعت ہوتے وقت دل میں یہ بات ہو کہ بیعت سے میری دنیا سدھر جائے گی، یا میں بھی بہت بڑا پیر بن کر مزے کروں گا تو یہ منافقت ہے۔ خلوص نہیں ہے۔ یاد رکھیں کسی پیر یا ولی میں یہ طاقت ہرگز نہیں ہوتی کہ مفلسوں کو مالدار کر دے، بیماروں کو تندرست کر دے، بے اولادوں کو اولاد دیدے یا لڑکیوں لڑکوں کی شادی کرا دے۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ پیر یا ولی اللہ تعالیٰ سے دعا اور التجا کرتے ہیں۔ وہ منظور کرے تو واقعی سب کام ہو جاتے ہیں۔ اللہ نہ چاہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ جو دنیاوی اغراض کے لیے بیعت ہوتے ہیں۔ ان میں خلوص نہیں ہوتا یہ منافقت ہے۔ ایسا آدمی کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

بیعت بیان کردہ طلب اور خلوص کے بعد مروجہ طریقہ کے مطابق ہوتی ہے۔ بیعت کے بعد جن باتوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہیں ۔

طاعت: بیعت ہوتے ہی انسان کی زندگی بدل جاتی ہے وہ بالکل دوسرا جنم لے لیتا ہے اور نیا انسان بن جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ سچا طالب ہو۔ اس نئی زندگی میں اس کو کامیابی اس وقت ہو سکتی ہے کہ وہ لفظاً لفظاً شیخ کا ہر حکم بے چون و چرا مانے۔ جو جس قدر زیادہ خلوص سے حکم مانتا ہے۔ اتنا ہی جلد کامیاب ہوتا ہے اور اتنے ہی زیادہ بلند مراتب تک پہنچتا ہے۔ اس لیے بیعت کے بعد سب سے پہلی چیز جو اختیار کرنی ہے۔ وہ طاعت ہے۔

محبت: طاعت کے بعد دوسری چیز جو ضروری ہے وہ شیخ سے محبت ہے۔ ہر مرید کو بیعت ہونے کے بعد شیخ سے محبت بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے یہ محبت اس حد تک بڑھ جانی چاہیے کہ خدا اور رسول ﷺ کے بعد سب سے زیادہ محبت شیخ سے پیدا ہو جائے۔ محبت کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ مرید میں شیخ کی طاعت کا جذبہ عملی طور پر بدرجہ اولیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو آدمی شیخ سے محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر احکام پر عمل نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔ اس کو شیخ سے ہرگز محبت نہیں ہے وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔

ثابت قدمی: طاعت اور محبت کے بعد تیسری چیز ثابت قدمی ہے۔ ثابت قدمی مشتمل ہے۔ دو باتوں پر، پہلی بات یہ ہے کہ شیخ نے تمہیں دین یا دنیا کے بارے میں جو ہدایات کی ہیں۔ ان پر استقلال کے ساتھ عمل کرتے رہو، اگر کچھ عرصے تک عمل کرنے کے بعد بھی نتائج حسب دل خواہ پیدا نہ ہوں تب بھی ہمت نہ ہارو اور عمل کیے جاؤ حقیقت یہ ہے کہ راہ سلوک میں ترقی جلدی ہو جانا یا دیر میں ہونا شیخ کے اوپر ہرگز منحصر نہیں ہے بلکہ تمہاری اپنی سرشت اور ذہنی، روحانی بناوٹ پر منحصر ہے۔ کسی آدمی میں طالب بننے یا بیعت ہونے کے فوراً بعد روحانی آثار پیدا ہونے لگتے ہیں اور کسی میں دیر سے پیدا ہوتے ہیں ان آثار کا جلدی پیدا کرنا شیخ کے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ وہ جب چاہے کسی کو نواز دے۔ اس لیے جن لوگوں میں روحانی آثار جلدی پیدا نہ ہوں ان کو گھبرانا اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ کام میں لگے رہنا چاہیے، ہاں یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ جن لوگوں میں روحانی آثار دیر سے پیدا ہوتے ہیں وہ ہرگز گھاٹے میں نہیں رہتے۔ بلکہ دیر آید درست آید کے مصداق آخر میں ان لوگوں سے کہیں آگے نکل جاتے ہیں جن میں آثار روحانی جلدی پیدا ہو جاتے ہیں۔

دوسری بات جس پر ثابت قدم رہنا ضروری ہے وہ شیخ سے عقیدت کی پختگی ہے۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر شیخ کی طرف سے عقیدہ میں ذرہ برابر بھی کمی آ گئی تو سارا کام خراب ہو جائے گا۔ شیخ کی طرف سے کسی بھی قسم کی بدگمانی دل میں نہ آنے دو، اگر کوئی بات شیخ سے ایسی سرزد ہو جائے جو تمہاری رائے میں مناسب نہیں تو تنہائی میں شیخ سے پوچھ لو، مگر یہ بات چیت ادب سے بطور استفہام ہونی چاہیے۔ بحث ہرگز نہ کرو۔ عقیدے میں کمی آ جانے سے روحانی نسبت ٹوٹ جاتی ہے۔ فیض ملنا بند ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات دنیا بھی خراب ہو جاتی ہے"۔

برادران سلسلہ! تمام بھائی اس اقتباس پر عمل کرنے کی ضرورت سے آگاہ ہیں، اس میں کوتاہی کی ہرگز گنجائش نہیں ہے اور ہمارے حلقہ میں تو بالکل نہیں اس لیے کہ اس حلقہ کی بنیاد ہی محبت پر ہے، محبت میں کمی کی وجہ سے دوسری برائیاں خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں بس پریم کرو، پریم لٹاؤ اور آگے بڑھتے جاؤ۔ اب چراغ راہ سے اقتباس کی صورت میں بانیٔ سلسلہؒ کے کچھ احساسات بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

چراغِ راہ سے اقتباس:

"مسلمانوں کی بے حسی اور مردہ دلی کا اصل سبب اور حقیقی وجہ صرف یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے قلب و جگر میں نہ حضور اکرم ﷺ سے محبت کی حرارت ہے نہ خدائے قادر و قیوم سے عشق کی تپش ہے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

آخر یہ سب کچھ کیوں ہے؟ محض اس لیے کہ توحید کی تعلیم غائب ہو چکی ہے اور اس کی جگہ غیر اللہ پرستی نے لے لی ہے۔ برادران حلقہ! یہ کام آپ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے کہ توحید کی تعلیم کو پھر زندہ کریں اور اگر تمام عالم اسلام میں نہیں تو کم از کم پاکستانی مسلمانوں کے دلوں میں خدا اور رسول ﷺ سے عشق کی آگ کو اس طرح بھڑکائیں کہ غیر اللہ پرستیاں سب جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائیں۔ افسوس ہے کہ ہمارا حلقہ ابھی ایک طفل نوخیز ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا وجود میں آیا ہے اور ہم ان تمام ذرائع سے تہی دامن ہیں جو اس زمانے میں کسی مسلک ومقصد کی ترویج وتبلیغ کے لیے ناگزیر ہیں لیکن الحمدللہ ہمارے حوصلے بلند ہیں اور ہم اس راہ میں اپنی جان، اپنے خون کا ایک ایک قطرہ اور اپنے مال کا ایک ایک پیسہ بے دریغ صرف کرنے کو تیار ہیں۔ صرف تیار ہی نہیں بلکہ آپ نے تو عملی طور پر کر کے دکھادیا ہے کہ آپ کے خلوص وایثار کے آگے کوئی مشکل بھی مشکل نہیں رہ سکتی۔ آستانہ کا تخیل بھی کسی کے دماغ میں نہ تھا لیکن جب یہ خیال پیدا ہوا تو چند ہی ماہ میں آپ نے ایک خطیر رقم اکٹھی کر کے آستانہ بنا ڈالا۔ آپ نے جس خلوص اور ایثار سے کام لیا ہے میں اس سے بخوبی واقف ہوں اور کئی بھائیوں کی بابت تو یہاں تک جانتا ہوں کہ انہوں نے اپنی بیویوں کے زیور تک فروخت کر کے اس کارِ خیر میں حصہ لیا۔ میں اس کا کیا بدلہ دے سکتا ہوں البتہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے حلقہ کے ہر بھائی کو اس دنیا میں ہر لحاظ سے سرخرو، خوش وخرم رکھے اور آخرت میں اپنے قرب کی دولت سے فائز المرام فرمادے"۔ آمین!

برادران حلقہ! آپ کے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے اس کو معمولی نہ سمجھیں۔ یہ کام لوگوں کے مشرکانہ عقائد کی اصلاح کا کام ہے اور ہر انسان اپنے عقائد کو اپنی جان سے

زیادہ عزیز رکھتا ہے اور اصلاح کرنے والوں کی جان کا دشمن ہو جاتا ہے۔ قدم قدم پر مقابلہ کرتا ہے اور رکاوٹیں ڈالتا ہے۔ اچھی طرح یاد رکھیں کہ آپ کو صرف عقائد ہی کی اصلاح نہیں کرنی بلکہ ان بیہودہ اور فرسودہ رسوم کو بھی مٹانا ہے جو ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھائے جا رہی ہیں۔ ہوا یہ ہے کہ ہمارے آباؤاجداد کو مسلمان بنانے والے علماء اور صوفیا نے اسلامی عقائد وعبادات تو سکھا دیے، لیکن ان رسوم کو مٹانے کی مطلق کوشش نہیں کی جو ان میں کفر و جہالت کے زمانے میں رائج تھیں اور ہزاروں خاندانوں میں آج تک جاری ہیں دراصل رسوم کو مٹانا غلط مذہبی عقائد کی اصلاح سے بھی کہیں زیادہ مشکل ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ رسوم کی والہ وشیدا اوران کو تقدس کے درجہ تک ماننے والی زیادہ تر عورتیں ہوتی ہیں۔ عورتوں کی بھاری اکثریت جاہل اور طبعًا ضدی ہوتی ہے وہ کسی طرح بھی اپنے آباؤاجداد کی رسوم کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتیں۔ ان کو سمجھانا اوران رسوم کی بُرائیاں انکے دل ودماغ میں بٹھا دینا بہت مشکل کام ہے اور یہ میں نے آپ کو پہلے ہی بتا اور سکھا رکھا ہے کہ اصلاح کے کام میں زور، ظلم اور زبردستی سے کبھی کامیابی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ کامیابی خدا کے بتائے ہوئے طریقے یعنی حکمت اور حسن تدبیر ونصیحت ہی سے ہوتی ہے اور سو فیصد ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ عوام بلکہ اچھے اور اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ حضرات بھی اس فرمودۂ خدا پر عمل کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے، اصلاح کرنے کے لیے تو اعلیٰ کردار اور مخصوص صفات رکھنے والے انسانوں کی ضرورت ہے۔ میں نے آپ کو انہی لائنوں پر تعلیم وتربیت دی ہے اور ہمارے حلقہ کے کافی آدمی اسی کردار کے مالک اوران صفات سے موصوف ہیں۔

اصلاح کا یا کوئی بھی بڑا کام ہو اس کے کرنے کے لیے پہلی چیز سچی اور پرخلوص طلب ہے۔ طلب کے بغیر عمل کی قوت ہی پیدا نہیں ہوتی طلب پیدا ہونے کیلئے علم درکار ہے

جب تک آپ کو علم نہیں ہو گا طلب کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ کو مسلمانوں کے باطل عقائد اور جاہلانہ رسوم کی اصلاح کرنا ہے تو سب سے پہلے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ صحیح اسلامی عقائد کیا ہیں جن کی ترویج جاہل مسلمانوں میں کرنا ہے اور یہ بات آپ کو صرف قرآن سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے آپ کو قرآن (باترجمہ) پڑھنا چاہیے اور پھر جب صحیح عقائد معلوم ہو جائیں تو خود اپنی اصلاح کرنا اور پھر دوسروں کی اصلاح کی طرف قدم اُٹھانا چاہیے۔ قرآن پڑھنے اور سمجھنے میں بڑا وقت لگتا ہے۔ اس لیے اگر کسی ایسے آدمی کا پتہ چلے جس نے قرآن کا مطالعہ کر کے صحیح عقائد معلوم کر لئے ہیں اور خود ان پر عمل پیرا بھی ہے تو یوں آپ کو اس شخص سے استفادہ کر کے اس کی پیروی کرنی چاہیے تا کہ آپ کا وقت بچ جائے اور جلد از جلد کام شروع ہو سکے، ہادی یا مرشد کی ضرورت اسی لیے ہوتی ہے۔

طلب کے لیے ضروری ہے کہ وہ بہت شدید اور خلوص پر مبنی ہو۔ طلب کی شدت یہ ہے کہ آپ کے دل و دماغ پر ہر وقت یہ فکر سوار رہے کہ یہ کام کرنا ہے اور اس کے سوا دنیا کے اور سارے کام ہیچ نظر آئیں۔

طلب کے بعد دوسری ضروری چیز خلوص ہے۔ خلوص کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام اپنی ذاتی شہرت اور مالی منفعت کے لیے ہرگز نہ کریں۔ بلکہ اس کا شائبہ بھی دماغ میں موجود نہ ہو جو کچھ کرنا ہو محض اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی خوشنودی کے لیے کیا جائے۔ جب یہ سب کچھ ہو جائے تو اب عمل شروع ہوتا ہے۔ عمل کے لیے ضروری ہے کہ پورے ذوق وشوق اور جوش وخروش سے لگاتار اور پیہم ہو اور اس میں کوئی وقفہ نہ پڑنے پائے کیونکہ وقفے سے جوش اور ذوق میں کمی آجاتی ہے۔ اب آپ جو عمل شروع کریں تو آپ کے سامنے ہر وقت قرآن کی آیت لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ موجود رہنی چاہیے۔ کہنے کو تو یہ بہت

چھوٹی سی آیت ہے لیکن درحقیقت ان چند الفاظ میں اعلیٰ انسانی کردار کو بنانے کے لیے بہت بڑی حکمت اور ہدایت موجود ہے۔ آیت کا ترجمہ۔

''انسان کے لیے اس کے سوا کچھ نہیں کہ کوشش کیے جائے۔''

ان الفاظ میں یہ مضمر ہے کہ کوشش لگا تار اور پیہم ہو اور سخت ہو یعنی آپ کے راستے میں کیسی ہی رکاوٹیں اور کتنی ہی دشواریاں پیش آئیں۔ آپ بے دل اور مایوس ہو کر کوشش نہ چھوڑ دیں۔ ان رکاوٹوں میں سب ہی کچھ شامل ہے۔ مثلاً خانگی پریشانیاں، بیروزگاری، غربت و افلاس، طرح طرح کی بیماریاں عزیز و اقارب کا برا سلوک، طعنے اور استہزا، دشمنوں کی مخالفت اور ایذا رسانی، جسمانی تکالیف، مار ڈالنے کی دھمکیاں اور جان جانے کا خطرہ وغیرہ وغیرہ۔ آپ کی صداقت، طلب اور خلوص کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے ثبات میں لغزش نہ آئے۔ آپ ارادے اور جوشِ عمل میں کمزور واقع نہ ہوں بلکہ آپ پہلے سے زیادہ جوش و خروش سے قدم بڑھاتے چلے جائیں۔ اگر واقعی جان جانے کا خطرہ سامنے آئے تب بھی آپ کا ایڈوانس رکنے نہ پائے۔ اس وقت آپ قرآن کی اس آیت کو یاد رکھیں کہ ہر فرد اور قوم کی موت کا ایک وقت مقرر ہے اور جو وقت مقرر ہو چکا ہے موت اس سے نہ تو ایک منٹ پہلے آسکتی ہے نہ بعد میں۔ یہ ہے ایک انسان کامل کا کردار۔ مومن اسی طرح کام کیا کرتے ہیں۔

دوسری ہدایت اس آیت میں یہ ہے کہ تمہارے لیے صرف کوشش ہے۔ نتیجہ پر تمہیں کوئی اختیار نہیں، وہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم لگا تار کوشش کرتے رہو لیکن یہ کبھی بھی خیال نہ کرو کہ نتیجہ بھی وہی نکلے گا جو تم چاہتے ہو۔ اسلیے اگر نتیجہ تمہاری مرضی کے مطابق نکلے تو سبحان اللہ، اللہ کا شکر ادا کرو، لیکن اگر نتیجہ تمہاری مرضی

کے خلاف نکلے تو بے دل مت ہو۔حوصلہ مت ہارو۔پھر کوشش کرو۔اس وقت تم کو قرآن کی اس آیت کی طرف رجوع کرنا چاہیے جس میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے۔

''تم ایک چیز اپنے لیے پسند کرتے ہو لیکن خدا اس کو تمہارے لیے پسند نہیں کرتا۔''

اس لیے اگر وہ چیز تم کو نہ ملے یا وہ مقصد پورا نہ ہو تو یوں سمجھو کہ اگر وہ چیز تم کو مل جاتی تو یقیناً نقصان رساں اور تکلیف دہ ہوتی،اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے تم پر بڑا فضل کیا کہ ایک بڑی مصیبت و پریشانی سے بچالیا۔برادرانِ حلقہ! مجھے خود اپنی زندگی میں کئی مرتبہ ایسے مواقع پیش آئے کہ میں نے ایک دعا مانگی اور وہ قبول ہوگئی لیکن میرے لیے نہایت نقصان دہ اور پریشانی کا باعث بنی اور میرا پچھلا ماضی کا کیا کرایا سب تباہ و برباد ہوگیا۔ویسے بھی قرآن میں ہے کہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو۔

درحقیقت یہ ہے وہ حقیقی رجائیت (آپٹی مزم) کی تعلیم جو قرآن مسلمانوں کو دے رہا ہے لیکن مسلمانوں نے تو قرآن کو گلدستہ طاق نسیاں بنا دیا ہے اسے کوئی دیکھتا تک تو ہے نہیں تعلیم پر عمل تو دور کی بات ہے۔زیادہ تر لوگ صرف عربی عبارت پڑھتے ہیں پھر اسے چوم کر رکھ دیتے ہیں۔ان غریبوں کو کیا معلوم کہ اس میں زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانے کے کیسے کیسے نادر خزانے بھرے پڑے ہیں۔افسوس صد افسوس کہ ہم یوں غافل پڑے ہیں اور دوسری اقوام انہی خزانوں کے تصرف سے ساری دنیا پر غالب آگئی ہیں اور اب آسمانوں کو فتح کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔اگر کسی مسلمان سے سائنسی انکشافات اور نئی نئی حقیقتوں کی دریافت کا ذکر کیا جائے تو بڑے فخر سے گردن اکڑا کر کہہ دیتا ہے کہ "یہ تو ہمارے قرآن میں بھی ہے"۔یہ اتنا نہیں سوچتا کہ "ہے" تو تجھ کو کیا"۔ "**پدرم سلطان بود**" فائدے تو غیر مسلم اُٹھا رہے ہیں اور تم اسی طرح لنگوٹی میں پھاگ کھیلنے پر مگن ہو"

اب میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ اگر آپ زندگی کے مقاصد میں واقعی کامیابی چاہتے ہیں تو آپ مثبت اندازِ فکر اپنائیں۔ مثبت اندازِ فکر رکھنے والے لوگ نہ صرف خود صحت مند اور توانا رہتے ہیں بلکہ اپنے اردگرد رہنے والے افراد کو بھی خوش رکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ ذہنی طور پر صحت مند فرد ہی مثبت اندازِ فکر رکھتا ہے اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کے قابل ہوتا ہے۔

ذهنی صحت: ذہنی طور پر صحت مند ہونے کا معیار کیا ہے اور ذہنی مریض کسے کہتے ہیں؟ ذہنی صحت کیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے؟ ایک جامع تعریف کے مطابق اچھی کارکردگی جس کا نتیجہ بارآور امور، دوسرے افراد سے خوشگوار تعلقات اور ماحول کی تبدیلی کے مطابق خود کو ڈھال لینے اور ناموافق حالات سے نمٹنے کی صلاحیت کا نام ذہنی صحت ہے۔ جب کہ ذہنی بیماری بطور مجموعی ایک ایسی صورتحال کا نام ہے جس میں بحیثیت مجموعی ذہنی امور کی کارکردگی میں کمی کرنے والی کیفیات آتی ہیں جن کے تحت سوچ، روّیے اور طبیعت میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ امور میں خلل اور ذہنی دباؤ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ کامیاب زندگی کے لیے جسمانی صحت کی طرح صحت مند دماغ بھی ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جسمانی صحت رکھنے والا ہر فرد ذہنی طور پر بھی توانا ہو۔ ذہنی صحت کیلئے اسی طرح توجہ ضروری ہے جس طرح جسمانی صحت کے لیے۔ بعض صورتوں میں ذہنی صحت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے کیونکہ ذہن پر اثر انداز ہونے والے عوامل بلاواسطہ کام کرتے رہتے ہیں۔ جسمانی صحت کی خرابی کی طرح دماغ پر مرتب ہونے والے اثرات وقتی طور پر کسی مجسم صورت یا انداز سے ظاہر نہیں ہوتے کہ توجہ پا سکیں تاہم اچھی یادداشت، تخلیقی صلاحیتیں، فوری اور مناسب ردِعمل ذہنی صحت کی عکاسی کرتے ہیں۔

ذہنی صحت کیلئے ضروری ہے کہ جسم ٹھیک حالت میں رہے اور ٹھیک طریقے سے سوچے۔ شیکسپیئر نے کہا تھا کہ کوئی چیز اچھی یا بری نہیں ہوتی یہ خیالات ہی ہیں جو کسی فرد کو اچھا یا برا بناتے ہیں''۔

شخصیت کی تعمیر: کسی بھی انسان کے نزدیک اس کے خیالات یا سوچ کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے مگر یہ وہ حقیقت ہے جو انسان کی تخلیق کے ساتھ وجود میں آتی ہے یہی وہ حقیقت ہے جس نے خالق کائنات کے حضور فرشتوں کی صف میں موجود جن کو شیطان بنا دیا تھا۔صدیوں تک اس حقیقت کو نظر انداز کیا گیا مگر آج اس کی روشنی ہر سو پھیل رہی ہے۔خیالات ہی انسانی شخصیت کی تعمیر کرتے ہیں،اس کی کامیابی یا ناکامی کا تعین کرتے ہیں۔ہر خیال انسان کی شخصیت پر ایک نقش چھوڑ جاتا ہے۔ایسا نقش جو ہمیشہ قائم رہتا ہے۔غلط خیالات کی وجہ سے کئی امراض لاحق ہونے کا خدشہ رہتا ہے، جیسے ہائی بلڈ پریشر، دل کے امراض، ذیابیطس،اور بے خوابی وغیرہ۔لوگوں کے عمومی دکھ محض ان کے خیالات کی وجہ سے ہی ہیں۔ایسے لوگوں کے امراض کا چاہے کتنا ہی علاج کیوں نہ ہو جائے ان کی صحت یابی نہیں ہوتی جب تک ان کے خیالات میں مثبت پن نہیں آجاتا۔مثبت انداز سے سوچنے والا شخص خود کو خوش رکھنا سیکھ لیتا ہے اسے خوش رہنے کی امید ہوتی ہے اور وہ خوشی حاصل کر لیتا ہے جو لوگ خوشی کے منتظر ہوتے ہیں وہ مثبت انداز فکر رکھتے ہیں۔لیکن ایسا شخص خوش نہیں رہ سکتا جو خوشی کی توقع نہ رکھے اگر نفرت اور خود غرضی سے بھرا رہے تو خوشی کی روشنی اس سے نہیں پھوٹ سکتی۔

خیال ایک ایسی قوت ہے جس کا مقابلہ شاید ہی دنیا کی کوئی طاقت کر سکتی ہے یہاں تک کہ انسانی جسم کا ہر فعل،ہر حرکت محض خیال کا اظہار ہوتا ہے ماہرین نفسیات کا کہنا ہے

کہ انسان میں ایک مقناطیسی قوت موجود ہے۔ کمزور سے کمزور اور طاقت ور سے طاقت ور انسان اس قوت کا کچھ نہ کچھ حصہ اپنے پاس ضرور رکھتا ہے اسی مقناطیسی قوت کی ترتیب و تکمیل کا نام قوت ارادی یا قوت خیال ہے، ہر لفظ توانائی کا ایک یونٹ ہے، ایک انسان کا کہا گیا ایک ایک جملہ قوت کا ایک ذخیرہ رکھتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان جو کچھ کہتا ہے اس کا اثر دوسرے افراد پر لازمی پڑتا ہے۔ یہ ایک عمومی تجزیہ ہے کہ کسی شاعر یا گانے والے کو داد دی جائے تو اس کے چہرے پر ایک عجیب سی چمک اور فرحت ظاہر ہوتی ہے، کسی طالب علم کو شاباش دی جائے تو اپنے کام میں مزید تیزی دکھاتا ہے۔ کسی مریض کے پاس بیٹھ کر چند کلمات تسکین کے کہہ دیں تو وہ افاقہ محسوس کرتا ہے، یہی الفاظ انسانی خیالات کی تصویر ہوتے ہیں اور خیالات وہ لہریں ہوتی ہیں جو دماغ سے اٹھتی ہیں۔ معروف سکالر غلام جیلانی برق اپنی کتاب ''**من کی دنیا**'' میں لکھتے ہیں کہ دماغ سے اٹھنے والی لہروں کی دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک وہ جو ناامیدی، بے ہمتی، غصہ، حسد، جلن، انتقام بے معنی، اور سراسیمگی پیدا کرتی ہیں اور دوسری وہ جن سے محبت، رحم، فیاضی، سخاوت، شجاعت، نیکی اور تقویٰ کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جب کوئی فرد خیانت یا چوری کرتا ہے یا رشوت لیتا ہے تو دماغ ایسی لہریں خارج کرتا ہے جو خوف اور بے چینی میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور کتنے ہی ایسے امراض ہیں جو بے چینی پیدا کرتے ہیں بعض اوقات شدید بے چین دل کے عوارض، دیوانگی یا موت کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ دماغ صرف صحت و مرض اور مسرت والم ہی کا خالق نہیں بلکہ یہ ہر سوچ کا خالق ہے۔ مصوری کے شاہکار، اشعار اور عمارات کی خوبصورتی وغیرہ وہ لہریں ہیں جو پہلے دماغ میں پیدا ہوتی ہیں اور پھر کینوس پر منتقل ہوتی ہیں۔ ذہنی تصورات اصل ہیں اور مادی اشیاء ان کی نقل کائنات میں لاتعداد دماغ موجود ہیں

جن سے نقش ہوتی لہریں ہر طرف رواں دواں ہیں ۔ یہ لہریں ہر دماغ سے ٹکراتی اور اس پر اثر انداز ہوتی ہیں ۔ دنیا میں کروڑوں افراد ایسے ہیں جو نسلِ انسانی کی فلاح و بہبود کے لیے دعائیں مانگتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو گناہ کے عادی ہیں اور ہر شخص کو اپنے جیسا دیکھنا چاہتے ہیں ۔ ان دونوں طبقوں کی انرجی اپنا اپنا کام کر رہی ہیں ۔ ماہرین نے یہ بات تجربات سے ثابت کی ہے کہ اگر اچھی اور خوشگوار باتیں ذہن میں لائی جائیں جیسے محبت، رحم، خوش خلقی، اللہ کی عبادت تو جسم میں ایسی رطوبتیں پیدا ہوتی ہیں جو بیماری کے اثر کو تحلیل کر دیتی ہیں ایسی سوچ سے ہارمونز پر اچھا اثر پڑتا ہے اور ان ہارمونز سے عمر میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ۔ روزمرہ زندگی میں پیش آنے والی مشکلات کے متعلق سوچنے اور انہیں دماغ میں بٹھانے سے دماغ اور ہارمونز پر منفی اثر پڑتا ہے ۔ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے لیے اور اپنے دوستوں اور دشمنوں کے لیے دعائیں کریں اپنے دوستوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی تعریف کرنے سے ان کے ساتھ تعلقات تو خوشگوار ہوتے ہی ہونگے اس کے ساتھ ساتھ آپ کی اپنی صحت بھی بہتر ہوتی چلی جائے گی ۔

جن لوگوں کی سوچ کا انداز منفی ہوتا ہے ان کے بیمار رہنے کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ منفی سوچ انسان کے مدافعتی نظام کو کمزور کر دیتی ہے اور پھر وہ مختلف قسم کی بیماریوں کی زد میں رہتا ہے ۔ تجربات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ جذبات اور جسمانی صحت کے باہمی تعلق کو نہیں جھٹلایا جا سکتا ۔ انسانی جذبات جسم کے اُن نظاموں کے غلط یا صحیح طریقے سے کام کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جو اچھی صحت کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور مثبت سوچ اچھی صحت اور منفی سوچ صحت کے بگاڑنے کی ذمہ دار ہے ۔ اس بات میں اب کوئی شک نہیں رہا کہ انسان کی صحت و تندرستی کا راز اس کے دماغ

اوراس کے افعال کا مرہون منت ہے ۔ایسے افراد جو ہر وقت منفی خیالات کے زیر تسلط رہتے ہیں وہ بہت جلد بیمار پڑ جاتے ہیں ۔ایسے افراد ہر موسم میں نہ صرف موسمی بیماریوں کا جلد شکار ہوتے ہیں بلکہ پیچیدہ امراض کا بھی شکار ہوجاتے ہیں ۔ایسے افراد چہرے اور جسم سے ہی بیمار لگتے ہیں اور دن بدن مرجھاتے چلے جاتے ہیں اگر دنیا بھر میں بسنے والے لوگوں کے متعلق دیکھا اور سنا جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں:

اول: مثبت انداز فکر رکھنے والے

دوم: منفی انداز فکر رکھنے والے

مثبت انداز فکر رکھنے والے لوگ زندگی کے ہنگاموں سے بچنے کے لیے ذہنی طور پر تیار رہتے ہیں ۔ یہ احساس کمتری کا جذبہ ختم کر کے پر اعتماد زندگی گزارنا جانتے ہیں ۔ یہ لوگ نئے خیالات سننے کا جذبہ رکھتے ہیں اوران کی قدر و قیمت سے آگاہ ہوتے ہیں ۔ یہ مناسب موقع پا کر اس سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ درپیش مسائل سے گھبراتے نہیں بلکہ انہیں خوش اسلوبی سے حل کر سکتے ہیں ۔ یہ ذاتی مصائب میں بھی مثبت پہلو تلاش کر لیتے ہیں اور حوصلے سے برداشت کرتے ہیں یہ لوگ یقین محکم رکھتے ہیں اور ہمیشہ پر امید رہتے ہیں لہٰذا ہر کام پورے اعتماد سے کرتے ہیں ۔ازدواجی زندگی میں کامیاب وکامران ہوتے ہیں اور ہر قسم کے ذہنی تناؤ، بلڈ پریشر اور دل کے امراض سے محفوظ ہوتے ہیں جب کہ منفی انداز فکر رکھنے والے لوگ کوئی فیصلہ کرتے وقت تذبذب کا شکار ہوجاتے ہیں اور خوشی کے لمحات میں بھی پریشان ہوجاتے ہیں۔

ذہنی الجھنیں اور ناامیدی ہر قدم پر راہ روک لیتی ہے اور زندگی سے بیزار رہتے ہیں ۔ ہر وقت بددلی اور ڈپریشن کا غلبہ رہتا ہے اور مستقل طور پر بوریت کا شکار ہوتے ہیں

اور کسی بھی خوشی سے لطف اندوز نہیں ہو پاتے۔کامیابی کے لیے دوسروں پر انحصار کرتے ہیں اور موقع سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ دوسرے لوگوں کے فائدہ اٹھانے سے دل برداشتہ ہوجاتے ہیں۔ہر وقت کسی نہ کسی منصوبے میں مگن اور خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ ہر وقت وسائل اور ذرائع کی کمی یا عدم دستیابی کے شاکی رہتے ہیں۔

بعض نفسیاتی رجحان نہ صرف انسان کی معاشرتی زندگی کو متاثر کرتے ہیں بلکہ جسمانی صحت کے لیے بھی نقصان کا موجب ہیں۔غصیلے اور چڑ چڑے انسان کو ہر کوئی ناپسند کرتا ہے اس طرح منفی اندازِ فکر رکھنے والے افراد بھی ہر وقت اپنی ہی دنیا بسائے رکھتے ہیں اور میل جول سے پرہیز کرتے ہیں ان کے اس رویے کی وجہ سے لوگ ان سے دور ہونے لگتے ہیں، یہ تنہا ہو کر نفسیاتی طور پر بیمار ہوجاتے ہیں۔ایسے لوگ ہمیشہ پڑھائی لکھائی میں کمزور ہوتے ہیں یہ احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں اور اعصابی دباؤ ان کا مقدر بن جاتا ہے۔غصہ میں کڑھتے رہتے ہیں جس سے دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے اور کم خوابی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ان میں خود اعتمادی کا فقدان ہوتا ہے۔

عزیز بھائیوں ،بیٹو! آپ نے سماعت کیا کہ بھرپور زندگی گزارنے اور کامیاب مصلح بننے کیلئے کن اوصاف کی ضرورت ہے۔بے شک اصلاح دنیا کا مشکل ترین کام ہے، اتنا مشکل کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ سے زائد نبی دنیا میں مبعوث فرمائے۔ ان تمام نبیوں نے اپنے اپنے وقت میں اللہ کی ہدایت اور حکم کے مطابق تبلیغ کی اور سب ہی کو ہر قسم کی پریشانی اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ بہت سے نبی تو قتل بھی کردیئے گئے حالانکہ یہ سب لوگوں کی اصلاح کے لیے آئے لیکن کوئی بھی سکھ چین کی زندگی نہ گزار سکا رسول کریم ﷺ کی سیرت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے 23 سال

اذیت میں گزرے، اپنے پرائے سارے دشمن، سوشل بائیکاٹ، قتل کی سازشیں، ہجرت، جنگوں میں زخمی، دانت مبارک تک شہید کردیے گئے لیکن ان اذیتوں کے بدلے میں آپ ﷺ نے صرف بدلہ لینے کا نہ سوچا بلکہ دل میں بھی کسی کے خلاف خیالات کو کوئی جگہ نہ دی۔ یہ برداشت اور رحم وکرم کی انتہا تھی۔ اسی اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے صرف 23 سال میں عرب کے جاہل بدو، عقل مند ہوگئے اور جہالت کا اندھیرا اجالے میں تبدیل ہوگیا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد قلیل مدت میں آپ ﷺ کے تیار کردہ جان نثاروں نے آدھی دنیا کو ظلمت کے اندھیروں سے نکال کر اللہ کی حاکمیت قائم کردی۔

یاد رکھیں بانئ سلسلہ انصاری صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ سلسلہ عالیہ توحیدیہ صرف تصوف کا سلسلہ نہیں ہے بلکہ ایک روحانی تحریک ہے۔ ہم نے مسلمانوں کے اخلاق کو سدھارنے کا بیڑا اٹھایا ہے لہٰذا عمل کریں، محنت کریں، کیا خبر اس گئے گزرے زمانے میں یہ سہرا حلقہ توحیدیہ کی قسمت میں لکھا ہو۔ لیکن یہ سب تب ہی ممکن ہوگا جب حلقے کا ہر بھائی اس تحریک کا متحرک ممبر بن کر اپنے حلقے کے لیے کام کرے، جس میں سب سے پہلے اپنی اصلاح ہے۔ یاد رکھیں جب تک ہمارا اپنا اخلاق مثالی نہیں ہوگا ہم دوسروں کو اصلاح کی دعوت دے ہی نہیں سکتے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا یہ نہایت مشکل کام ہے اس میں لوگوں کی طرح طرح کی باتیں سننی پڑتی ہیں اور وہ آپ اس وقت تک نہیں سن سکتے جب تک قوت برداشت بدرجہ اولیٰ پیدا نہ ہو اور آپ سچائی، وقت کی پابندی اور وعدہ کی پاسداری کے علاوہ دوسرے محاسن پر کاربند نہ ہو جائیں۔ کام اگرچہ مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ یہ طے ہے کہ آپ سب اپنی مرضی سے اپنی اصلاح کے لیے حلقہ توحیدیہ میں شامل ہوئے ہیں، حلقہ توحیدیہ کی تعلیم واضح ہے بلا شبہ یہ تعلیم اللہ اور صرف اللہ کی محبت کے گرد گھوم رہی ہے

اس میں کسی قسم کی شخصیت پرستی کا تصور نہیں ہے۔ ماں باپ، بہن بھائی، دوست احباب تو کیا ہر چیز سے زیادہ محبت اللہ اور صرف اللہ سے کرنی ہے۔ اس کے بعد نبی ﷺ سے اور پھر مرشد کا نمبر آتا ہے۔ محبت کسی بھی ایسے شخص یا چیز کے ساتھ نہیں کرنی چاہیے جو آپ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حائل ہو جائے اور آپ کے راستے کی رکاوٹ بنے کہاں کی عقل مندی ہے؟ یاد رکھیں شیطان ہم سب کو راہِ عمل سے ہٹانے اور بھٹکانے کے لیے نہایت مستعد ہے اور اس راہ میں ذرا بھی غفلت نہیں کرتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں واضح طور پر ہدایت کر دی ہے کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اور تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔ لہٰذا آپ کے ذہن میں ہر وقت یہ بات پختہ ہونی چاہیے کہ آپ مسلمان ہونے کی حیثیت سے توحید کے ماننے والے ہیں اور پکے توحیدی ہیں۔

میرے نہایت ہی قابلِ احترام بھائیو!

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ہمارا بنیادی کام اصلاح کرنا ہے جو مشکل ترین کام ہے۔ کام کرنے کا فیصلہ آپ نے حلقہ میں شامل ہونے سے کر دیا ہے۔ یہی فیصلہ اصل میں مشکل ہوتا ہے اب تو عمل رہ گیا ہے جس کے بغیر دنیا کا کوئی بھی کام نہیں ہوسکتا عمل کیلئے زادِراہ ہمیں ہمارے بزرگوں نے تحریری طور پر عطا کر دیا ہے بس اسی زادِراہ کو چراغِ راہ بنائیں اور عمل شروع کریں۔ کسی بھی رکاوٹ کو اہمیت نہ دیں بھرپور اعتماد کے ساتھ اٹھیں اور خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے مخلوق کی خدمت، پیار، اور رحم کے جذبے کے ساتھ شروع کریں۔

یہاں میں قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کے خطبہ ''**دین اور عبادت**'' کے آخری پیرے پر اکتفا کروں گا کہ "سب بھائیوں سے یہی التماس اور آرزو ہے کہ حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے خواب گاہوں سے بیدار ہو جائیں۔ جب آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول ﷺ کو مانتے ہیں تو ان کی مانیں بھی۔ جب آخرت کی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں تو اسے سنوارنے کے لیے دنیا کی زندگی ایمانداری سے گزاریں۔ اللہ کے جان نثار بن کر اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں اور اپنے بھائیوں اور پوری انسانیت کیلئے سلامتی اور خدمت کی علامت بن جائیں۔ صرف اسی طریقہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور حضور نبی کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کر کے دنیا وآخرت میں کامیاب اور سرخرو ہو سکتے ہیں۔

والسلام

احقر محمد یعقوب

خادم سلسلہ عالیہ توحیدیہ

فون: 055-3862835

0344-9000042

مرکز تعمیر ملت

وحید کالونی۔ گوجرانوالہ

12۔ اپریل 2014ء

دل کی بات

جب مطمع نظر اللہ تعالیٰ کا قرب، لقاء، عرفان، اور دیدار ہو تو ایسی بصیرت والے لوگوں کیلئے زمانے کے معروضی حالات کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ وگرنہ آج ہم اپنے سلسلہ کی تاریخ کے جس دور سے گزر رہے ہیں یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کا ادراک ہمیں ہو یا نہ ہو مگر زمانے کے سامنے یہ آشکار ہے۔ صدیوں پرانی تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک شیخ سلسلہ کے مریدین ان کے بعد ان کے ایک ہی جانشین کے ساتھ اجتماعی طور پر ایک تنظیم کے اندر چل رہے ہیں۔ اس سے قبل تصوف اپنی تاریخ میں اس تنظیم کا کبھی روادار نہیں رہا۔ اس کی شہادت، دو چار دن کی نہیں، تصوف کی ہزار، بارہ سو سالہ تاریخ دیتی ہے۔ یہ بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کا خواب تھا جو ان کی زندگی میں شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا مگر قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ نے اسے عملی جامہ پہنایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ آج ہم شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ بابا جان محمد یعقوب صاحب توحیدی کی سرپرستی میں ہر طرح متحد ہیں اور کسی قسم کے انتشار یا آزمائش سے دوچار نہیں ہوئے۔

موقع کی مناسبت سے ایک اہم بات اپنے توحیدی بھائیوں سے کرنی ہے۔ ماہِ اپریل ہمارے سب سے بڑے روحانی اجتماع کا مہینہ ہے۔ مرکز تعمیر ملت پر ہمارا یہ اٹھارواں جبکہ شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب صاحب توحیدی کی سرپرستی میں ہمارا یہ پہلا کنونشن ہو رہا ہے۔ زندگی بھی کیسے نشیب و فراز سے گزارتی ہے۔ ہم تو پیری فقیری کے قائل ہی نہ تھے، کم و بیش ہم سب کسی کے نہ مرید تھے، نہ کسی سلسلہ سے وابستہ تھے، اور نہ ہی ایسی وابستگی کا خیال کبھی دل سے گزرا تھا۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ سے تعارف ہوا، قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ سے

ملاقات ہوئی، اور پھر انہیں کے ہو رہے ۔ ایسے بدلے کہ ہم ہی پیر، ہم ہی فقیر، ہم ہی مرید، اور ہم ہی سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے علمبردار ٹھہرے ۔ یہ تو پریم کہانی کا آغاز تھا ۔ کتنی جلدی وقت گزرا، حالات نے کروٹ لی، قبلہ باباجان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ نے قبلہ جناب محمد یعقوب صاحب توحیدی کو اپنا خلیفہ و جانشیں نامزد کیا، اور خود ہمیں داغ مفارقت دے گئے ۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔

ہم سب کے احساسات کم و بیش ایک ہی جیسے ہیں ۔ ایک طرف ہمارے غم کے جذبات ہیں تو دوسری طرف سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا منشور اور اس کی مستحکم کردہ روایات ہیں ۔ یہ فطری جذبات بھی برحق ہیں اور طریقتِ توحیدیہ سے بھی انکار نہیں ۔ ایسے موقع پر وہ مریدین سلسلہ یاد آتے ہیں جنہیں ہم سے پہلے ایسی ہی صورتحال سے واسطہ پڑا ۔ وہ بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی وفات کے بعد ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ اب وہ مزا نہیں رہا، وہ گرمی نہیں رہی، مجھے فیض نہیں ملتا، میں اب بھی قبلہ انصاری صاحبؒ سے فیض لیتا ہوں، میں اب بھی قبلہ انصاری صاحبؒ کا مرید ہوں، قبلہ انصاری صاحبؒ کے بعد میرا کسی سے کسبِ فیض کیلئے رجحان نہیں بنا، میں نے علیحدگی اختیار کر لی ہے، میں تو اب بھی سلسلہ توحیدیہ میں شامل ہوں مگر کسی کا مرید نہیں ہوں ۔ یہ باتیں ہیں اور ان کے ساتھ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ سے محبت، عقیدت، اور ان کے ساتھ گزرے لمحات کی لمبی چوڑی داستانیں ہیں ۔ میرا مقصود اپنے ان بزرگ بھائیوں کا گلہ یا غیبت نہیں، اور نہ ہی ان کی بزرگی عنوان ہے ۔ وہ سب کے سب بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے پیارے تھے، وہ سب کے سب میرے لئے معتبر، مگر جب ان کے اس طرح کے بیانات مجھے سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیمات سے صریحاً متصادم نظر آتے ہیں تو خیال آتا ہے کہ ان کی اس کیفیت کو کیا نام دوں؟ راہِ سلوک میں

روحانی رکاوٹ کہوں؟ یا شیطان کا فریب خوردہ حملہ کہوں؟ یا پھر اسے ایک نفسیاتی مسئلے کا روپ دوں؟ قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کی بانئ سلسلہؒ سے مطابقت تو بھرپور تھی، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے بھی کوئی اسی نہج پر کسی الجھن کا شکار ہو جائے۔ اس کی امید تو نہیں مگر اس کا گمان دور از قیاس بھی نہیں۔ اتنا کہنا ضروری ہے کہ محبت کے دعویٰ کی سچائی اور اس کا پہلا تقاضا اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اگر ہم میں سے کوئی ایسی صورتحال کا اعادہ کرے تو اسے اپنے دعویٰ کی سند طریقت توحیدیہ یا قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کی صحبت و تعلیمات سے ضرور تلاش کر لینی چاہیے۔ اُمید قوی ہے کہ ہماری ایک ہی ایسی جستجو ہمیں سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیمات پر قائم کر دے گی۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تمام تر آزمائشوں سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اعلیٰ ترین روحانی مراتب سے نوازے، اور سالانہ کنونشن سے اس کے تقاضوں کے عین مطابق مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

والسلام!

سید رحمت اللہ شاہ

نائب مدیر مجلہ فلاحِ آدمیت

اُمت مسلمہ پر مصائب ومشکلات

(مولانا فضل الرحیم)

عن اُم سلمة رضي الله تعالىٰ عنها قالت سمعتُ رسول الله ﷺ يقول اذا ظهرت المعاصي في اُمتي عمهم الله بعذاب من عنده (رواه احمد)

ترجمہ: "حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب میری اُمت میں گناہوں کی کثرت ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ خواص و عوام سب پر اپنا عذاب اُتارے گا۔" اس کے بعد روایت میں ہے کہ حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں یہ سن کر میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا اس وقت صالح اور نیک بندے نہیں ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہونگے، میں نے کہا پھر ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو مصیبت اور لوگوں پر آئے گی وہی ان پر بھی آئے گی، پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کو مغفرت اور رضامندی ملے گی۔ علامہ ابن قیم جوزیؒ **الجواب الكافي لمن سأل عن دواء الشافي** میں فرماتے ہیں مراسیل حسن میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" میری اُمت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کے رحمت کے سایہ میں رہے گی جب تک کہ اس اُمت کے علماء اُمراء کی بے جا حمایت نہیں کریں گے، نیک لوگ فاسقوں، فاجروں کی بے جا صفائی پیش نہیں کریں گے اور شریر لوگ نیک لوگوں کی توہین اور بے عزتی نہیں کریں گے۔ لیکن جب لوگ یہ کام کرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی تائید ان سے اُٹھالے گا۔ اور جابر وظالم لوگوں کو ان پر مسلط کردے گا جو ان پر بدترین عذاب کے پہاڑ توڑیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کو فقر وفاقہ میں مبتلا کردے گا۔"

مسند ہی میں حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" آدمی اپنے گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے۔" ارشاد نبوی ہے فرمایا ڈر ہے کہ دنیا کی قومیں ہر طرف سے تم پر ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اس وقت

تمہاری تعداد بہت زیادہ ہوگی لیکن تمہاری حالت اس وقت سیلاب کے خس و خاشاک کی طرح ہوگی، تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رُعب اُٹھ جائے گا اور تمہارے دلوں میں (وہن کی بیماری) بزدلی پیدا ہو جائے گی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہن (بزدلی کیا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا **حُبُّ الدُّنیا وَ کَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ** ۔ (دنیا سے محبت اور موت سے نفرت)

جامع ترمذی میں **حضرت ابو ہریرہ**ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، آخر زمانہ میں ایسے لوگ نکل کھڑے ہونگے جو دین کو فریب کا ذریعہ بنا کر دنیا کمائیں گے، لوگوں کو دکھانے کی خاطر بکریوں کی نرم کھال اوڑھ لیں گے، انکی زبانیں شکر سے بھی زیادہ شیریں ہونگی لیکن ان کے دل بھیڑیوں جیسے ہونگے اللہ تعالیٰ انہیں کہے گا کیا تم میرے نام پر اکڑ رہے ہو، کیا تم نے میرے خلاف جرأت کی میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں ان لوگوں کو ایسے فتنہ اور عذاب میں ڈالوں گا کہ بردبار لوگ بھی حیران رہ جائیں گے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دس افراد کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی ان میں سے ایک میں بھی تھا، رسول اللہ ﷺ نے خطاب فرمایا: "اے مہاجرین کے گروہ! میں پانچ چیزوں سے تمہارے حق میں بارگاہ الٰہی سے پناہ مانگتا ہوں (۱) جس قوم میں بے حیائی پھیل جائے اور کھلم کھلا بدکاری ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ ان میں طاعون اور دوسری قسم کی بیماریاں بھیج دیتا ہے جو ان سے پہلے لوگوں میں نہیں تھیں۔ (۲) جو لوگ ناپ تول میں خیانت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں قحط سالی اور تنگی معاش کی مصیبت بھیج دیتا ہے اور ظالم بادشاہ ان پر مسلط کر دیتا ہے۔ (۳) جو لوگ مال کی زکوٰۃ دینا بند کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش روک دیتا ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان لوگوں کے لئے کبھی پانی نہ برستا۔ (۴) جو لوگ عہد توڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر انکے علاوہ کسی کو دشمن بنا کر مسلط کر دیتا ہے جو ان کے قبضہ سے چیزوں کو چھین لیتا ہے۔ (۵) جب مسلمانوں کے راہنما اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے۔"

اصلاح کا طریق کار (از مقصودِ حیات)

(قبلہ محمد صدیق ڈار توحیدیؒ)

اِنسانوں کی تاریخ میں کبھی بھی ایسا دور نہیں آیا جب اِصلاح کے کام کی ضرورت باقی نہ رہی ہو۔مختلف ادوار میں معاشروں میں بگاڑ کی صورتیں بھی علیحدہ علیحدہ تھیں اور ان کے حالات کے مطابق اِصلاح کا کام ہوتا رہا ہے اور اِسے مسلسل ہوتا رہنا چاہیے۔ حضور نبی کریمﷺ کی ایک حدیث مبارکہ میں یہ تاکید فرمائی گئی ہے کہ اِصلاح کا مبارک کام اپنی اپنی قوت اور اختیارات کے مطابق ہر سطح پر ہونا چاہیے۔ابی سعید بن خُدریؓ نے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہﷺ کو فرماتے سنا کہ "جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتے ہوئے دیکھے اگر اُس پر قدرت ہو کہ اِس کو ہاتھ سے بند کر دے تو اِس کو بند کر دے۔اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے روکے۔اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو پھر دل سے اِسے بدلنے کی کوشش کرے اور یہ ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے۔

منکرات یعنی برائیوں کو روکنے کا یہی بہترین طریقہ ہے۔ایک اسلامی ملک میں حکومتی ادارہ کے پاس قوت نافذہ ہوتی ہے اِس لئے یہ امر اِس کے بنیادی فرائض میں سے ہے کہ نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔اِس کے ساتھ ساتھ صوفیاء کا بھی فرض ہے کہ زبانی وعظ اور روحانی و قلبی توجہ سے اِصلاح کا کام کرتے رہیں۔لیکن افسوس ہے کہ اِنسانیت سازی اور آدم گری کا یہ اہم ترین کام کسی بھی سطح پر کما حقہٗ نہیں ہو رہا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں ڈوبے ہوئے،موت کے خوف سے لرزاں و ترساں بے کردار مسلمانوں کا ہجوم اِسلامی ممالک میں محوِ خواب ہے اور اہلِ عشق و محبت اور صاحبِ کردار

خال خال ہی نظر آتے ہیں ۔ملت اِسلامیہ کی اِس حالت زار اور اخلاقی زوال کی اصلاح کی خاطر ہی حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے روحانی اِصلاح کی تحریک سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے نام سے شروع کی۔

''اللہ تعالیٰ نے **سورۃ النحل** آیت 125 میں ارشاد فرمایا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ o

''یعنی آپ لوگوں کو اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور پیاری پیاری نصیحت کر کے بلایئے اور نہایت اچھے طریقے سے بحث کیجئے''۔اِس کا یہ مطلب ہے کہ جسکی تم اِصلاح کرنا چاہتے ہو اِس کو اس کے کسی عیب کی وجہ سے ہرگز برا بھلا نہ کہو۔مثلاً کوئی شرابی شراب پئے ہوئے تمہارے پاس آئے۔وہ نشے میں ہو اور اِس کے منہ سے بو آ رہی ہو تو یوں مت کہو کہ ملعون،مردود، فاسق، فاجر شراب پیتا ہے۔چھوڑ اِس بد عادت کو۔تو دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ ایسا کہنے سے وہ بہت برا مانے گا اور آئندہ تم سے کبھی بات نہ کرے گا۔پھر تم اِس کی اصلاح کس طرح کر سکو گے؟اِس لئے ایسے موقع پر اِس طرح برداشت کرو جیسے کوئی بات ہی نہیں۔ اُس سے محبت اور شفقت سے پیش آؤ اور کوشش کرو کہ وہ تمہارا دوست بن جائے اور بار بار تمہارے پاس آنے لگے۔پھر کسی دن جب اِس کے ساتھ اور آدمی بھی موجود ہوں اور تمہاری روحانی کیفیت بھی اچھی ہو تو اِس کی طرف مخاطب بھی مت ہو۔ایسے بن جاؤ کہ گویا تم جانتے ہی نہیں کہ وہ شراب پیتا ہے۔پھر دوسرے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر شراب کی برائیاں بیان کرو اور اللہ تعالیٰ اور حضور نبی رحمت ﷺ کے احکام شراب کی حرمت کے متعلق لوگوں کو سناؤ،اِس اِن ڈائریکٹ تقریر اور نصیحت کا اثر اس پر یقیناً اور شرطیہ ہو گا۔اور اگر پہلی ہی مرتبہ نہیں تو کم از کم دو چار مرتبہ تمہاری نصیحت سننے کے بعد شراب سے توبہ کر لے گا۔

یہ ہے وہ حسین زبان اور یہ ہے وہ حکمت جو ایسے موقع پر تم کو برتنی چاہیے۔اِس کے علاوہ اصلاح کیلئے کبھی کسی پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرو۔اِس کا ہر عیب اور ہر زیادتی برداشت کرو۔ بحث ہرگز نہ کرو۔بحث سے سوائے تضیع اوقات کے کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ یوں دلوں میں کدورت آجاتی ہے۔اگر کوئی شخص بحث کرنے پر بہت ہی مصر ہوتو اِس سے نہایت عاجزی سے معافی مانگو اور کہہ دو کہ ہمارے مسلک میں بحث قطعاً منع ہے۔آپ اپنے مسلک پر چلتے رہیں ہم خوش ہمارا خدا خوش،لیکن ہم کو ہمارے مسلک پر چلنے دیں۔

آؤ باوجود ازیں ہم آپس میں دوست رہیں۔یہ سب فروعی باتیں ہیں ان کیلئے دِلوں میں عناد کیوں پیدا کیا جائے۔ مگر یہ تم اِسی وقت کہہ اور کرسکو گے جب کہ تم نے غصہ اچھی طرح نفی کر دیا ہو اور قوت برداشت بدرجہ اتم پیدا ہوگئی ہو۔

ہمارے حلقہ کی تعلیم کے مطابق اصلاح کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ تم لوگوں سے نہایت محبت اور خلوص سے پیش آؤ۔ظاہری اور بناوٹی محبت نہیں۔حقیقی محبت کرو جیسا کہ تم کو بتایا اور سکھایا گیا ہے۔عالمگیر محبت کو اپنا شعار بناؤ۔اِس لئے جس سے بھی ملو حقیقی محبت کے جذبے سے ملو۔اگر کبھی ضرورت پڑے اور تم کو توفیق ہو تو چھوٹی موٹی کوئی خدمت لوگوں کی کر دیا کرو اور دل میں یہ خواہش پیدا کرو کہ اِس شخص کی اصلاح ہو جائے۔اگر تم دل سے ایسا چاہو گے تو تمہارے قلب سے جو لہریں نکلیں گی اِس کے دماغ کو متاثر کئے بغیر نہ رہیں گی اور وہ رفتہ رفتہ تمہاری ہر بات ماننے لگے گا اور اِسکی اصلاح ہو جائے گی۔اصلاح ہمیشہ اللہ کے واسطے کرنی چاہیے۔تمہاری اپنی کوئی ذاتی غرض اس سے ہرگز وابستہ نہ ہو"۔

(چراغ راہ صفحہ 190-191)

اب آپ پر یہ حقیقت روشن ہوگئی ہوگی کہ سلسلہ عالیہ توحیدیہ روایتی پیری مریدی کے ذوق کی تسکین کی غرض سے نہیں بلکہ اِصلاح کا عظیم کام روحانیت کے ذریعے انجام دینے کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ یہاں نذرانے وصول کرنے کی غرض سے عقیدتمندوں اور مریدوں کی بھیڑ اکٹھی کرنا مقصود نہیں بلکہ روحانی بزرگ اور مبلغین تیار کرنا مطلوب ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسکی مخلوق کے پیار سے سرشار اور انسانیت کی اصلاح وفلاح کی خاطر اپنے مال اور جانیں نثار کرنے والے ہوں۔ اِس لئے اپنے آپ کو پہچانیں، اپنے مشن کی اہمیت کو جانیں اور اصلاح اُمت کے عظیم کام میں اپنی جانیں گھلا دیں۔ مرشد کاملؒ نے دوسرے خطبہ میں سلسلہ کی تعلیم اور اس کی انفرادیت کو اچھی طرح سمجھنے اور دل وجان سے اِس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''میرے خیال میں اتنی بات سبھی جانتے ہیں کہ انسان کی تمام شرافت اور ساری بڑائی اِس اصول پر منحصر ہے کہ وہ جن باتوں کو خود اپنی مرضی اور خوشی سے اپنے اوپر لازم کرلے اُن پر دل وجان سے عمل کرے اور کتنی رکاوٹیں راہ میں حائل کیوں نہ ہوں سب کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھتا چلا جائے۔ جو فرد یا جماعت ایسا نہیں کرتی وہ کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ میری سب سے بڑی نصیحت آپ کو یہی ہے کہ آپ عمل کرنے کی عادت ڈالیں اور یاد رکھیں کہ عمل زندگی ہے اور بے عملی موت''۔ (چراغ راہ صفحہ 27)

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی ترقی اور مشن میں کامیابی کیلئے ایک دوسرے مقام پر مزید ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:۔

''میں آپ سب کو ہدایت کرتا ہوں کہ اگر آپ کی رائے میں ہماری جماعت اور حلقہ انسانی اصلاح کیلئے ایک مثالی حلقہ ہے اور معاشرے کی اصلاح میں کوئی خاص کردار ادا کرسکتا ہے

تو آپ اب میری بجائے جماعت سے محبت کرنا اور جماعت کو زیادہ سے زیادہ عزیز رکھنا سیکھیں۔اِس کے لئے آپس میں بے انتہا محبت اور زیادہ سے زیادہ ایثار کی ضرورت ہوگی۔ اگر آپ نے اِن دوباتوں پر عمل کیا تو اِنشاءاللہ آپ کا حلقہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرے گا اور عام مسلمانوں کے اخلاق کو سدھارنے میں زیادہ سے زیادہ مدد دیگا''۔(چراغ راہ)

خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے 1972ء کے خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا:۔

''میں 1950ء سے اب تک بزرگوں کی ایک جماعت پیدا کرنے میں لگا رہا ہوں۔ اب جب کہ ہماری جماعت میں اچھے بزرگوں اور اولیاء اللہ کی تعداد کافی ہوگئی ہے، میں چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت دیہات و امصار میں پھیل جائے اور لوگوں کی مذہبی اخلاقی اور روحانی اصلاح کا کام شروع کردے۔اس میں مشکل یہ درپیش ہے کہ ہمارے تمام بھائی کاروباری یا ملازمت پیشہ ہیں۔اِس وجہ سے باہر جا کر کام نہیں کر سکتے۔ یہ مجبوری ہے مگر باوجود اس کے ہم کو فوراً یہ کام شروع کر دینا چاہیے۔ہمیں چاہیے کہ ہم کچھ دن کی چھٹیاں لے کر دیہات میں جائیں اور وہاں توحید و روحانیت کا نور پھیلائیں۔اِس طرح سے جو کچھ تھوڑا بہت تجربہ ہم نے کیا ہے وہ بہت ہی حوصلہ افزا ہے۔لوگ اِس طرح گرتے ہیں جیسے شمع پر پروانے۔دُنیا ہماری منتظر ہے۔شرابِ توحید و ولایت کے طالب ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تشنہ کام اور مایوس بیٹھے ہیں۔اِس لئے اے میرے دوستو! اب بلا تاخیر کام شروع کر دیں۔اِس سے بہتر دنیا میں کوئی عبادت اور کوئی نیک کام نہیں۔کیا عجب کہ رب کریم نے یہ سعادت ہمارے حلقہ کی تقدیر میں لکھی ہو کہ ہم بھولے بھٹکوں کو اللہ کا سیدھا اور سچا راستہ دکھائیں۔اِن کو نہ صرف مسلمان بلکہ مومن اور ولی اللہ بنا دیں۔اِس طرح رفتہ رفتہ قرآنِ کریم کے بھلائے ہوئے سبق پھر یاد آ جائیں اور احیاءِ اسلام کا سہرا پاکستان کے

سر رہے۔اُمید بہت بڑی اور بضاعت بہت کم ہے۔گو چھوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن خلوص دل اور محنت سے کام کرنے والوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ ضرور نوازتا اور فائز المرام فرماتا ہے۔اب میں آپ کو چند نکات بتاتا ہوں جو کام کرتے وقت آپ کو ہر وقت یاد رکھنے ہوں گے اور ان پر عمل کرنا ہوگا۔

(۱) تبلیغ بالکل خاموشی سے کی جائے۔یعنی جس کو آپ حلقہ میں شامل کرنا چاہیں اِس کو زبان سے دعوت نہ دیں کہ ہمارے حلقہ میں شامل ہو جاؤ۔بلکہ دل سے اِس پر اثر ڈالیں وہ خود بخود آپ کی طرف راغب ہو جائے گا۔

(۲) کسی سے بحث ومباحثہ وتمحیص سے بالکل بچا جائے اور جو کوئی بحث کرنا چاہے ہاتھ جوڑ کر اِس سے معافی مانگ لی جائے۔

(۳) کام بالکل خلوص سے کیا جائے یعنی اِس میں ذاتی مفاد یا اپنی فضیلت وبڑائی کا رائی برابر خیال دل میں نہ ہو،محض خداوند قدوس کیلئے اور اُمت اسلامیہ کی بہتری اور بہبود کیلئے کیا جائے۔

(۴) کیسی ہی مخالفت کیوں نہ ہو اور آپ کے ساتھ کوئی کتنی ہی سختی اور درشتی سے پیش آئے جواب میں سوائے نیکی اور نیک سلوک کے آپ اور کچھ نہ کریں۔

(۵) جہاں پانچ آدمی ہو جائیں وہیں ایک حلقہ قائم کر دیا جائے اور اِن پر ہمیشہ نظر رکھی جائے اور اِن کو اپنی تعلیم اور اخلاق سے بہرہ ور کیا جائے۔

مجھے اپنی جان سے زیادہ پیارے مریدوں پر پورا اعتماد ہے کہ وہ دل وجان سے اِس کام میں لگ جائیں گے اور کسی قسم کی مصیبت کو خاطر میں نہ لائیں گے۔اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔آمین ثم آمین

ہماری قوم کی جو اخلاقی و سیاسی حالت ہے اور اُمت مسلمہ پر چاروں طرف سے جو خطرات منڈلا رہے ہیں انہیں بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔تمام مسلمان ملک بکھرے اور سہمے ہوئے ہیں اور دشمن کے حملے کیلئے اپنی باری کا حساب لگانے کیلئے عقل کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔ ہمارے اتفاق واتحاد کی یہ صورت ہے کہ ہمارے علماء کرام جن کا منصب ہی مسلمانوں کو متحد رکھنا ہے وہ چھوٹے سے چھوٹے قصبے میں بھی مل کر نماز ادا کرنے کے روادار نہیں ہیں۔تو دنیا دار سیاستدانوں کے تحت ملکوں کا اتحاد کیسے صورت پذیر ہوگا۔کسی لیڈر اور ایڈیٹر کی اپیل سے کہیں بھی زندگی اور اُمید کی لہر پیدا ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ ہر طرف موت کا سا سکوت چھایا ہوا ہے۔صرف اللہ تعالٰی کی رحمت سے اُمید ہے اور دل بھی یہ گواہی دیتا ہے کہ صرف آپ **قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ** کا نعرہ لگا سکتے ہیں۔آپ کے پاس ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جو قوم کی عروقِ مردہ میں زندگی کی لہر دوڑا سکتا ہے۔

ہم پہلے ہی بہت دیر کر چکے ہیں اور اب مزید تاخیر کرنا خطا شمار ہوگی۔اِس لئے اب ضروری ہوگیا ہے کہ سلسلہ توحیدیہ کی تعلیم اور اصلاح وخدمت کے مشن کو عام کرنے کیلئے ہر بھائی اپنے آپ کو سرگرم مبلغ جانتے ہوئے سراپا عمل بن جائے۔یہی سلسلہ توحیدیہ کی تعلیم کا مقصد اور آپ سب کی بزرگی اور روحانی قوت کا حقیقی مصرف اور امتحان ہے۔تمام مجازین کرام اور خادمانِ حلقہ کا یہ فرض ہے کہ سلسلہ توحیدیہ کی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کیلئے اپنی کوششوں کو تیز تر کردیں اور تمام برادران حلقہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں تاکہ ہر بھائی سال میں کم از کم ایک بھائی کی اصلاح کر کے اِسے سلسلے میں شامل ہونے کے قابل بنائے۔

سماع اور اس کے آداب

(خالد محمود۔ استفادہ از کیمیائے سعادت : امام غزالیؒ)

انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ایک بھید مخفی ہے جیسے آگ اور پتھر کے درمیان ہے جس طرح لوہا پتھر پر مارنے سے آگ نکلتی اور صحرا میں لگ جاتی ہے۔اسی طرح اچھی اور موزوں آواز سنانے سے آدمی کے دل میں جنبش پیدا ہوتی ہے اور بے اختیار دل میں ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ عالمِ ارواح کے ساتھ ہر آدمی کو کچھ نہ کچھ مناسبت ہے وہی مناسبت دل ہلانے اور بے اختیار ایک چیز پیدا کرنے کیلئے کافی ہے۔اچھی آواز بھی عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اور جس کی وجہ سے حرکت پیدا کرنے اور شوق و اشتیاق کا ذریعہ بنتی ہے ۔جیسے پھونک سے آگ بھڑکتی ہے جس کے دل میں عشق الٰہی کی آگ ہو،اس کے لئے سماع ضروری ہے تا کہ آگ مزید بھڑکے جس کا دل غلط قسم کی محبت کا شکار ہو اس کیلئے سماع حرام اور زہر قاتل ہے ۔اس میں اختلاف ہے کہ سماع حلال ہے یا حرام؟ جن علماء نے حرام کہا ہے وہ اہل ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ ان پر یہ راز ابھی نہیں کھلا کہ اللہ کی محبت آدمی کے دل میں نزول فرماتی ہے۔ایسے علماء کے نزدیک مخلوق کے عشق کے سوا عشق کی کوئی دوسری صورت ممکن ہی نہیں اگر اللہ کا عشق دل میں جگہ پکڑ بھی لے تو خیالات کے سبب ان کے نزدیک وہ باطل ہو گا اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ سماع یا تو کھیل ہے یا مخلوق کے عشق کی وجہ سے ہے اور یہ دونوں باتیں دینی اعتبار سے مذموم ہیں ۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ کی محبت اور دوستی جو مخلوق پر لازم ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب عبادت و فرمانبرداری ہے ۔یہاں تو ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سماع کے متعلق فتویٰ اپنے دل سے لینا چاہیے کیونکہ جو چیز دل میں نہیں ہوتی سماع اسے پیدا نہیں کر سکتا ۔بلکہ سماع اسی چیز کو حرکت میں لاتا ہے جو دل میں ہوتی ہے ۔حق تعالیٰ کی محبت اور شوق کو حرکت دینے میں سماع کا بڑا دخل ہے سماع کی تین قسمیں ہیں۔

قسم اوّل: آدمی غفلت کے ساتھ بطور کھیل تماشہ سماع سنے۔ یہ اہلِ غفلت کا طریقہ ہے۔
دوسری قسم یہ ہے کہ دل میں بُری خواہش ہوتا کہ لذت حاصل ہو، اور شوق اور بڑھے یا اس میں زلف و گیسو، خد و خال اور حسن و جمال کا ذکر ہو اور اس کا دھیان اپنے محبوب کی طرف ہو تو یہ سماع قطعی حرام ہوگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عشق باطل کی آگ کو تیز کرتا ہے تو جس آگ کا بجھانا واجب ہے اس کا بھڑکانا کیونکر درست ہوگا۔
تیسری قسم یہ ہے کہ دل میں کوئی اچھی صفت ہو اور سماع اسکے لئے باعث تقویت ہو، جیسے کعبۃ اللہ وغیرہ سے متعلق حجاج کے لئے اشعار پڑھے جائیں تا کہ دل میں اللہ کے گھر کی محبت اور شوق پیدا ہو تو اس حاجی کیلئے سماع باعثِ اجر و ثواب ہوگا۔ کسی کے دل میں اللہ کی محبت غالب ہو کر عشق کے درجہ میں پہنچ گئی ہو اس شخص کیلئے سماع ضروری ہے، ہر وہ چیز جو اللہ کی محبت میں اضافے کا سبب ہو اس کا ضرور اجر ملتا ہے۔ صوفیاء کا سماع بھی اسی نوع سے تعلق رکھتا ہے۔ بہر حال عشق الٰہی کی آگ بھڑکانے میں سماع کا بڑا اثر ہے۔ صوفیاء میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ سماع میں انہیں مکاشفات نصیب ہوتے ہیں اور اسکے سبب انہیں وہ لذت حاصل ہوتی ہے جو بغیر سماع کے حاصل نہیں ہوتی، وہ احوالِ لطیف جو سماع کی بدولت انہیں عالمِ غیب سے حاصل ہوتے ہیں انہیں وجد کا نام دیا جاتا ہے۔ حالت سماع میں ان کا دل ایسا پاک صاف ہوتا ہے جیسے آگ پر تپانے سے چاندی خالص ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سماع دل میں آگ لگا کر اسے تمام کدورتوں سے پاک کر دیتا ہے جو بہت سی ریاضتوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ سماع کا اثر دل کو صاف کرتا ہے کیونکہ گرد آلود آئینہ کی مانند ہے سماع اسے گرد سے پاک کرتا ہے۔ روحِ انسانی چونکہ عالم ارواح سے مناسبت رکھتی ہے، سماع اس میں تحرک کا ذریعہ بنتا ہے حتیٰ کہ روح کا اس جہان سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ صوفی کے اعضاء کی قوت ساقط ہو کر رہ جاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بے ہوش ہو جاتا ہے اس حالت میں اس کا بڑا درجہ ہوتا ہے۔ کسی مرید کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ خواہش پیدا ہوئے بغیر وہ سماع میں مشغول ہو۔

سماع کے وقت رونے والوں پر مختلف کیفیات طاری ہوتی ہیں کچھ لوگ خوف سے روتے ہیں کچھ شوق ومحبت میں اشک باری کرتے ہیں اور کچھ خوشی کے آنسو بہاتے ہیں۔ عوام کا سماع قدرتی جذبہ کا نتیجہ ہے ،مریدوں کا سماع شوق اور خوف پر مبنی ہے اولیاءاللہ کے سماع کی بنیاد اللہ کی نعمتوں اوراحسانات پر ہے عارف کامل کا سماع مشاہدہ حق پر مبنی ہے اور اہل حقیقت کا سماع کشف ومشاہدہ ہے سماع ایک جماعت کے لئے دوا ہے اور دوسری جماعت کے لئے غذائے روحانی ہے۔روحانی کیفیت کے بغیر وجد وحال کا دعویٰ کرنا کھلم کھلا منافقت ہے۔قلب کا حجاب نورانی اور آسمانی ہے وجد روح کی چیخ و پکار ہے روح نغموں سے اس لئے لطف اندوز ہوتی ہے کہ عالم روحانی مجمع حسن وجمال ہے اس وجہ سے رمزواشارہ میں نفس روح سے چپکے چپکے باتیں کرتا ہے۔

جوشخص صوفیاء کے سماع اور وجدو حال کا انکار کرتا ہے وہ اپنی تنگ دلی اور کم ظرفی کے سبب ایسا کرتا ہے وہ اس انکار میں معذور اور بے قصور ہے اس لئے کہ جو چیز اسے حاصل نہیں وہ اسکو کیسے مان سکتا ہے۔ایسا شخص جسے لذت سماع نصیب نہیں اور وہ اسے دوسروں کے حق میں بھی محال جانتا ہو وہ بڑا احمق ہے۔

آدابِ سماع:

مشائخ نے سماع کو چند شرائط،قیود اور آداب کے ساتھ اختیار کیا ہے انہوں نے اسے عادت اور معمول نہیں بنالیا تھا۔تین باتوں کا سماع میں لحاظ ضروری ہے، وقت،مکان اور حاضرین۔ادب سے بیٹھیں، ہاتھ اور سر کو نہ ہلائیں اور تکلف سے کوئی حرکت نہ کریں۔اپنا دل اللہ کی طرف متوجہ کرکے رکھیں۔بلکہ اس بات کے منتظر رہیں کہ قدرت کی طرف سے کیا راز ہمارے دل پر کھلتا ہے اور اپنے آپ پر نظر رکھیں۔

خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے سماع کے متعلق فرمودات

سلسلہ توحیدیہ میں سماع سننے کی اجازت ہے خواہ ساز کے ساتھ ہو یا بغیر ساز کے لیکن اس بات کی ہرگز اجازت نہیں ہے کہ سماع کو ایک شغل بنالیا جائے، اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے روزانہ یا ہفتہ وار مقرر کر کے سماع کی محفلیں منعقد کی جائیں اور سماع کو سلسلے کا ایک شغل سمجھ لیا جائے۔ مطلب صرف اتنا ہے کہ اگر کہیں چلتے پھرتے سماع سننے کا اتفاق ہو جائے تو سن سکتے ہو یا خود سال بھر میں ایک دو مرتبہ محفل سماع منعقد کرا سکتے ہو۔

عورتوں سے سماع سننے کی اجازت نہیں ہے جب کہ وہ سامنے موجود ہوں۔ ہاں ریڈیو اور ٹی وی پر عورتوں سے سماع سن سکتے ہو۔ سینما میں بھی سننے کی اجازت ہے۔ صرف ایسا سماع سننے اور فلم دیکھنے کی اجازت ہے جو مخرب اخلاق اور فحش نہ ہو۔ گندی فلم دیکھنے اور گانے اور گیت وغیرہ سننے کی اجازت نہیں ہے۔ حمد و نعت اور اولیاء اللہ کی شان میں منقبتیں بھی سن سکتے ہو۔ لیکن اگر کسی بزرگ کی تعریف میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی لحاظ سے بھی برابری یا شرک کا پہلو نکلتا ہو تو ہرگز نہ سنو۔ اگر تم ریڈیو پر سن رہے ہو اور کوئی ایسا شعر آجائے جہاں رسول اللہ ﷺ یا کسی بزرگ کی تعریف اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ چڑھ کر کی گئی ہو تو استغفر اللہ کہو اور ریڈیو بند کر دو۔

قوالی کر سکتے ہو۔ لیکن سال میں دو مرتبہ سے زیادہ نہیں۔ شرط یہ ہے کہ قوالی کی محفل بند مکان میں کرائی جائے اور وہاں صرف اہل دل حضرات یا دوسرے تعلیم یافتہ اور مہذب اور صاحب اخلاق آدمی شریک ہوں، سر راہ عام قوالی کی اجازت نہیں ہے۔ قوالوں کو پہلے ہی سے ہدایت کر دی جائے کہ ایسا کوئی شعر ہرگز نہ گائیں جس میں رسول اللہ ﷺ یا کسی ولی اللہ کو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھا دیا گیا ہو یا جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی لحاظ سے بھی شرک کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ اگر قوال باوجود اس کے کوئی چیز گائے تو قوالی بند کروا دو اور اس قوال کو نرمی اور اخلاق کے ساتھ محفل سے چلتا کر دو۔

(طریقت توحیدیہ)

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کا خط بنام خالد محمود۔ملتان

مورخہ: 05.03.2008

اس میں شک نہیں کہ بانئ سلسلہ قبلہ انصاریؒ نے راہنمائی کا حق ادا کر دیا ہے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم میں نے سب کچھ کتابوں میں لکھ دیا، کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھی۔اب آگے آپ لوگوں کی ہمت ہے اور اللہ کے فضل پر منحصر ہے۔طالبان راہ خدا کیلئے آپؒ کی تعلیم ایک احسان عظیم ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے ہادی و مرشد کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کا نفیس ترین فیض مرحمت فرمائے۔آمین! قبلہ حضرتؒ اس لئے خط لکھنے کی تاکید فرماتے تھے کہ نئے بھائیوں کا مرشد سے رابطہ قوی ہو جائے۔اس آدھی ملاقات سے بھی فیض پورا ہی مل جاتا ہے۔اس طرح مرید کے ذوق وشوق میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔اور نیکی کے کاموں میں رجحان بڑھتا ہے۔جب مُرید مرشد کے دل میں گھر کر لے تو پھر خط و کتابت کی اتنی ضرورت نہیں رہتی۔

دنیا میں زندہ رہنے کیلئے جو کام ضروری ہیں ان کے لئے ہمیں یہی حکم ہے کہ تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد خوش دلی سے ادا کیے جائیں اور جو فضولیات ہیں ان سے دور رہنا چاہیے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں حائل نہ ہوں۔**قوت برداشت** فقیر کیلئے بہت ہی ضروری ہوتی ہے لیکن یہ حاصل نہیں ہو سکتی جب تک غصہ اور نفرت کو نفی نہ کیا جائے۔ اگر چہ یہ کام نہایت دشوار ہے لیکن سچی طلب اور لگن ہو تو اللہ کے فضل سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔اسی سے راضی برضا رہنے کی شاہراہ کھلتی ہے۔فقیر اپنی نگاہ اپنے محبوب اللہ تعالیٰ پر رکھتا ہے۔وہ لوگوں کے اقوال وافعال کے پیچھے اس کو کارفرما دیکھتا ہے اس لئے کبھی دلگیر نہیں ہوتا اور ہر حال میں خوش رہتا ہے۔

والسلام

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کا خط بنام: محمد نذیر صاحب

مورخہ: 31.07.2001

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیم قبلہ انصاری صاحبؒ نے اپنی کتابوں میں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھدی ہے۔ پڑھنے کو تو سارے بھائی پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم بھی پڑھتے ہیں لیکن جب تک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے سینے کو نہ کھولے ایمان اس میں داخل نہیں ہوتا اور جب تک ایمان قلب میں داخل نہ ہو کام نہیں بنتا۔ جب داخل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ساری باتیں صحیح سمجھ میں آنے لگتی ہیں اور ان پر عمل کرنے میں لطف حاصل ہونے لگتا ہے۔ سلسلہ کی تعلیم بڑی سہل العمل اور سریع الاثر ہے۔ الحمد اللہ آپ کو یہ بات سمجھ میں آ گئی ہے کہ ساری بزرگی بانی سلسلہ کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ پیر بھائیوں کے مزاجوں میں تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے کچھ ان کے ذاتی رجحانات بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں اختلاف نظر آتا ہے۔ لیکن ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ قرآن وسنت اور بانی سلسلہؒ کی ہدایات کو پیش نظر رکھیں۔

باقی ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو ہندو قوم کے زعماء کے سینوں کو کھول کر ایمان کی ہدایت سے نواز دے۔ ہمیں تو فی الحال اپنی قوم کی فکر ہے جو زبان سے اسلام و ایمان کا اقرار کرتی ہے لیکن عمل اس سے مختلف ہے۔ ہم تو اپنے ان بھائیوں کی اصلاح و فلاح کے لئے جان گھلا رہے ہیں اور ہر شعور رکھنے والے مسلمان کو حتی المقدور اس ضمن میں کوشش کرنی چاہیے۔

(والسلام)

اللّٰہ کا ذکر

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے پسندیدہ اشعار ان کی ڈائری سے

جب تک لا کے جھاڑو سے نہ من کی ہو صفائی
اِلّا اللّٰـــہ کی منزل تک نہ ہوگی کبھی رسائی

جو سانسوں میں خیالوں میں اللہ کو بسا لیتے ہیں
وہ اس کے ہو جاتے ہیں اسے اپنا بنا لیتے ہیں

مرد بن غفلت نہ کر، ذکرِ خدا سے پیار رکھ
ہاتھ پاؤں کام میں اور دل کو سوئے یار رکھ

کبیرا فقیری سیکھنی ہے تو پنہارن سے سیکھ
بات کرے سکھیوں سے مگر دھیان گاگر کے بیچ

اس دنیا میں یوں رہیو جل پھنک پھرت جوں ساگر میں
یاد خدا میں یوں رہیو جوں ناری کا چت گاگر میں

اندر سے محرم راز ہوں اور باہر سے بیگانے
اس روش کے کم ملیں گے دنیا میں دیوانے

فرمان رسول ﷺ

حدیث قدسی ہے، حضور نبی کریم ﷺ
نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿ یَاابُنَ آدَمَ ! تَفَرَّغُ لِعِبَادَتِی اَمُلَاُ صَدُرَكَ غِنًی، وَاَسُدَّ فَقُرَكَ، وَاِلَّا تَفُعَلُ مَلَاتُ یَدَیُكَ شُغُلًا، وَلَمُ اَسُدَّ فَقُرَكَ۔ ﴾

''اے ابنِ آدم! میری عبادت کیلئے خود کو فارغ کر لے، (توجہ اور دلجمعی سے) میری عبادت کر، میں تیرے سینے کو تونگری سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو ختم کردوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھ کاموں میں الجھادوں گا اور تیری مفلسی ختم نہ کروں گا''۔

(مسند احمد)

ترانۂ توحیدیہ

ہر وقت تصور ہے تیرا ، ہر وقت سرور و مستی ہے
تم خود ہو مجسّم میخانہ ، آنکھوں سے شراب برستی ہے
ذرا گھونگٹ رُخ سے اُٹھا جاناں، تیری دید کو آنکھ ترستی ہے
بَھلا اس میں بگڑتا ہے کیا تیرا، میرے دل کی دنیا بستی ہے
ساغر میں کہاں یہ رنگینی، صہبا میں ساقی یہ کیف کہاں
یہ تیری نظر کا صدقہ ہے ، یہ تیری نظر کی مستی ہے
مخمور جوانی میں کوئی فردوس باداماں آتا ہے
گلشن کی فضائے ہستی میں پھولوں کی شراب برستی ہے
اے جانِ تمنّا جانِ حزیں، اے حاصلِ ایماں حاصلِ دیں
قربان میں تیرے قدموں پر کیا دل کیا دل کی ہستی ہے

Reg: CPL - 01
Website: www.tauheediyah.com